نہج البلاغہ کا ایک تعارف

از سید تلمیذ حسنین رضوی

نہج البلاغہ کا مفہوم ہے بلاغت کا واضح راستا یہ ایک مشہور کتاب ہے جو قرآن مجید کے بعد نہایت اہم کتاب ہے۔ اس کتاب میں امیر المومنین امام المتقین حضرت علی علیہ السلام کے ۲۴۱ خطبات اور ۷۹ مکتوبات و وصایا اور ۴۸۰ اقوال موجود ہیں یہ ایک انتخاب ہے جس کا سہرا علامہ محمد بن الحسین الموسوی الشریف کے سر ہے جو سید رضی کے نام سے موسوم ہیں ان کی ولادت ۳۵۹ھ میں اور ان کا انتقال ۴۰۶ھ میں ہوا ان کی کتابوں میں خصائص الائمہ اور تفسیر حقائق التنزیل اور دقائق التاویل بھی ہے لیکن اُن کی شہرت کا سبب کتاب نہج البلاغہ ہے۔ نہج البلاغہ ان کی تصنیف نہیں بلکہ تالیف ہے یہ کتاب درحقیقت قرآن کی تفسیر، احادیث نبوی کی تشریح اور حقائق و معارف کو گنجینہ اور علوم و عرفان کا خزینہ ہے لہذا اہم بجا طور پر اسے تحت کلام الخالق اور فوق کلام المخلوق کہہ سکتے ہیں یعنی ایسا کلام جو قرآن کے بعد نہایت اہم اور مخلوقات کے کلام میں سب سے اعلیٰ وارفع نظر آتا ہے۔

پہلی صدی ہجری ہی سے حضرت علی کے افکار و آراء کے جمع و حفظ اور تدوین کا کام شروع ہو گیا تھا۔ ادباء، علماء، مفکرین، خطباء اور انشاپردازوں نے اپنے اپنے انداز اور ذوق کے مطابق امیر المومنین کے فصاحت و بلاغت سے بھر پور خطبات، مکتوبات اور اقوال کو جمع کیا۔ جن میں ابی عثمان عمرو بن بحر الجاحظ (متوفی ۲۵۵ھ) کا ترتیب دیا ہوا مأۃ کلمہ اس کے علاوہ اس نے اپنی مشہور کتاب البیان والتبیین میں مولائے کائنات کے کئی خطبات اور اقوال کو زینتِ کتاب بنایا ہے، ابوالفضل احمد بن محمد میدانی کی مجمع الامثال (متوفی ۱۱۲۴ء)۔ جس میں امیر المومنین کے اقوال بیان کیے گئے ہیں، عبدالواحد بن محمد آمدی (متوفی ۵۵۰ھ) نے اپنی کتاب غرر الحکم ودُرَر الکلم میں امیر المومنین علیہ السلام کے ۱۱۱۹۲ اقوال جمع کیے ہیں جو مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ ابو حامد بن ھبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن الحسین ابن ابی الحدید المدائنی (المتوفی ۶۵۶ھ) نے بیس جلدوں میں نہج البلاغہ کی نہایت مبسوط شرح لکھی ہے۔ انھوں نے کتاب کی بیسویں جلد میں "الحکم المنسوبۃ الی امیر المومنین علی بن ابی طالب" کے عنوان سے مولائے کائنات کے ۹۹۸ اقوال جمع کیے ہیں۔

آخری دور کے کچھ افراد نے بھی اس نوعیت کا کام انجام دیا ہے جس میں سے ایک کتاب "سجع الحمام فی حکم الامام" امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے جسے علی جندی محمد بن ابوالفضل ابراہیم اور محمد یوسف المحجوب نے جمع کیا ہے جو دار القلم بیروت سے شایع ہوئی ہے جس میں امیر المومنین علیہ السلام کے ۱۸۳۳ اقوال جمع کیے ہیں اور انھیں اقوال کی مشہور نو کتابوں سے مرتب کیا گیا ہے۔

بہت سے شیعہ اور اہل سنت کے علماء نے نہج البلاغہ کی مختصر اور مطوّل شرحیں کی ہیں جن میں ابن ابی الحدید معتزلی کی شرح علوم وفنون کا مخزن ہے شیخ فقیہ میثم بن علی میثم بحرانی نے نہج البلاغہ کی نہایت عمدہ اور بسیط شرح لکھی تھی جو ۶۷۷ھ میں مکمل ہوئی اس کے علاوہ علامہ قطب الدین الکیدری البیہقی جو چھٹی صدی ہجری کے عالم ہیں انھوں نے حدائق الحقائق فی شرح نہج البلاغہ کے نام سے شرح لکھی ہے۔

منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغہ علامہ محقق سید حبیب اللہ ہاشمی خوئی کی نہایت اعلیٰ شرح ہے۔

آغائے بزرگ تہرانی (متوفی ۱۳۵۰ھ) نے اپنی کتاب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جو ۲۶ جلدوں پر مشتمل ہے ان تمام شروح کا تذکرہ کیا ہے جو ان کے عہد تک تحریر کی گئی تھیں۔

مختصر شرحوں میں جامع ازھر کے مفتی محمد عبدہ کی شرح بہت مشہور ہے اور اسی شرح کو سامنے رکھ کر مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ نے اردو میں نہج البلاغہ کا ترجمہ کیا ہے جو بے حد مقبول ہے اور نہایت عمدہ اور خوب صورت ترجمہ ہے۔

ڈاکٹر صبحی صالح جو جامعہ لبنان کے استاد اسلامیات تھے انھوں نے بہترین مقدمے کے ساتھ ساتھ نہج البلاغہ کے مشکل الفاظ کے معانی اور عنوانات بھی بیان کیے ہیں۔

۱۹۹۳ء میں الشیخ حسین اعلمی نے شیخ مفتی محمد عبدہ کے حواشی کے ساتھ نہج البلاغہ کو موسسہ اعلمی بیروت سے شائع کیا جس میں یہ التزام کیا ہے کہ ہر ہر خطبے، مکتوبات اور اقوال کے ساتھ ان کے مصادر کو بھی بیان کر دیا ہے وہ تمام مصنفین و مولفین جنھوں نے سید رضی سے پہلے اپنی اپنی کتابوں میں ان خطبات و مکتوبات و اقوال کو بیان کیا ہے ان کا حوالہ کتاب میں موجود ہے۔ اس سے ان تمام اعتراضات کا خاتمہ ہو جاتا ہے جو نہج البلاغہ پر کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کا کلام نہیں بلکہ سید رضی کے ذھن کی اختراع ہے

ہم اس مختصر سے مضمون میں ان تمام مضامین کا احصا نہیں کر سکتے جو نہج البلاغہ میں بیان کیے گئے ہیں البتہ حضرت علی علیہ السلام نے چمگادڑ، ٹڈی، مور اور چیونٹی کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اسے ہم قارئین کرام کی نذر کر رہے ہیں۔ یہ وہ عنوانات ہیں جن کے بارے میں دورِ حاضر میں علماء اور دانش وروں نے تحقیق کی اور پوری زندگی اسی تحقیق میں صرف کر دی ہے

خطبہ ۱۵۵/۱۵۴ جس میں نقاش (چمگادڑ) کی تخلیق کا تذکرہ کیا ہے "اس (اللہ) کی صناعی کی لطافتوں اور خلقت کے عجائبات میں سے وہ گہری حکمتیں ہیں جو اس نے ہمیں ان چمگادڑوں کے اندر دکھائی ہیں جن کی آنکھوں کو دن کے وقت شعائیں سکیڑ لیتی ہیں جن کا دامن ہر شے کے لیے پھیلا ہوا ہے اور رات کا وہ اندھیرا ان کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے جو ہر زندہ کی آنکھوں پر نقاب ڈالنے والا ہے۔ دن کے وقت اُن کی آنکھیں پلکوں پر لٹک آتی ہیں اور شبِ تار کو چراغ بنا کر رزق کے ڈھونڈنے میں اس سے مدد لیتی ہیں اور رات کی تاریکی ان کی آنکھوں کو دیکھنے سے نہیں روکتی اور نہ اس کے گھٹا ٹوپ اندھیرے راہ پیمائی سے مانع ہوتے ہیں مگر جب آفتاب اپنے چہرے سے نقاب الٹتا ہے اور دن کی روشنی پھیل جاتی ہے تو وہ اپنی پلکوں کو آنکھوں پر جھکا لیتی ہے اور رات کی تاریکیوں میں جو معاش حاصل کر چکی ہے ان پر اپنا وقت گزارتی ہے"۔

خطبہ ۱۶۴، ۱۶۵ میں الطاؤس (مور) کی عجیب و غریب خلقت کا تذکرہ کیا ہے اور سب عجیب الخلقت پرندوں سے زیادہ تعجب خیز مور ہے جو کے اعضاء میں متحکم توازن قائم ہے اور اس کے رنگوں کو حسین ترین طریقے سے ایک دوسرے سے ترتیب دیا ہے یہ حُسن ان پروں کی وجہ سے ہے جن کی جڑوں کو ایک دوسرے سے پیوست کر دیا ہے وہ اپنے گونا گوں رنگوں پر اتراتا اور دُم کی جنبش کے ساتھ مست ہو کر جھومنے لگتا ہے جب تم مور کی طرف دیکھو گے تو ایسا خیال کرو گے کہ مور کے پروں کی درمیانی تیلیاں چاندی کی سلائیاں ہیں جن پر قدرت نے عجیب و غریب ہالے اور بال و پرا گائے ہیں جن کے بیچ زردی اور گرداگرد سبزی ہے جس کو دیکھ کی خالص سونے اور زبرجد کے ٹکرے تصور کرو گے۔ اور اگر تم ان چیزوں سے تشبیہ دینا چاہو جیسی زمین کی روئیدگی ہوتی ہے تو یوں کہو گے یہ ایک گلدستہ ہے کہ پُر بہار شگوفے اس میں موجود ہیں اور اگر اس کا لباس سے مقابلہ کرو تو وہ ایسا نظر آئے گا جس پر نقش و نگار بنے ہوتے ہیں۔ ایسا جامۂ خوش رنگ ہے جو یمن کا بنا ہوا ہے۔ اور اگر اسے زیور سے تشبیہ دو تو یوں کہو گے کہ وہ ایک رنگ برنگ نگینہ ہے جس کے بیچ میں جواہر سے مزین چاندی موجود ہے وہ ایسے مست ہو کر چلتا ہے جیسے کوئی متکبرانہ چال سے خوش خوش محوِخرام ہو جب وہ اپنی دُم اور رنگ برنگے بال و پر پر نظر ڈالتا ہے تو اپنے خداداد لباس کے حسن و جمال اور گلوبند کی رنگینیون کو دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑتا ہے لیکن جب وہ اپنے پیروں کو دیکھتا ہے تو فریاد کرتا ہے روتا اور آنسو بہاتا ہے۔

خطبہ ۱۸۴، ۱۸۵ میں فرمایا: ذرا اس چیونٹی کے چھوٹے سے جثے اور شکل و صورت کی نزاکت پر نظر کرو اتنی چھوٹی کہ نہ ان تک نظر پہنچتی ہے اور نہ ہی وہ فکروں میں سماتی ہیں کیوں کر زمین پر رینگتی پھرتی ہیں اور اپنے رزق کی طرف دوڑتی ہیں اور دانے اپنے بل کی طرف لے جاتی ہیں اور اپنے قیام گاہ میں محفوظ رکھتی ہیں موسمِ گرما میں جاڑے کے موسم کے لیے اور توانائی کے دنوں میں کمزوری کے دنوں کے لیے ذخیرہ کر لیتی ہیں ان کی روزی کا ذمّہ کیا جا چکا ہے اور مناسب حال رزق

انھیں پہنچتا رہتا ہے خدائے کریم ان سے غافل نہیں اور وہ عطا کرنے والا انھیں محروم نہیں رکھتا خواہ وہ خشک چٹان اور سنگ خارا کے اندر ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر تم ان کی غذا کی بلند و پست نالیوں اور اس کے جسم میں پیٹ کی طرف جھکی ہوئی پسلیوں کو کناروں اور ان کے سر میں مختصر سی آنکھوں اور کانوں کی بناوٹ پر غور کرو گے تو اس کی صناعی پر تمھیں تعجب ہوگا اور تم اس کی تعریف کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔ بلند و برتر وہ خدا جس نے انھیں پیروں پر کھڑا کیا اور ستونوں (اعضاء) پر ان کی بنیاد رکھی ان کے بنانے میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہوا اور نہ ہی ان کے خلق کرنے میں کسی قادر اور توانا نے اس کی مدد کی ہے۔

تم ٹڈی کے لیے کیا کہتے ہو جب اللہ نے اس میں دو لال رنگ کی آنکھیں پیدا کیں اور چاند کی طرح دونوں حلقوں سے چراغ روشن کیے اور اس کے چھوٹے چھوٹے کان بنائے اور منہ کا معتدل شگاف بنایا اور اس کے حس کو قوی قرار دیا اور ایسے دو دانت بنائے جن سے وہ پتّیوں کو کاٹتی ہے اور اس کے دو پنجے ہیں جن سے وہ گھاس کو پکڑتی ہے۔ کاشت کار اپنی زراعت کے بارے میں اس سے خوف زدہ رہتے ہیں اور انھیں ہنکا نہیں سکتے چاہے کتنی ہی طاقت کیوں نہ جمع کرلیں۔ یہاں تک کہ وہ کھیتوں پر جست و خیز کرتے ہوئے حملہ آور ہو جاتی ہیں اور اپنی خواہش پوری کرلیتی ہیں جب کہ اس کا کل وجود ایک باریک انگلی سے زیادہ نہیں۔